بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشارات

اس نمبر سے "ترجمان القرآن" کا تیسرا سال شروع ہو رہا ہے۔ پہلا سال عسر کے ساتھ ختم ہوا، دوسرے سال میں خدا کے فضل نے یسر کی صورت دکھائی اور اب اس تیسرے سال کے آغاز میں پھر عسر کے آثار نظر آرہے ہیں۔ مگر خواہ عسر ہو یا یسر، ہر حال میں اللہ ہی پر بھروسہ ہے، اور وہی بھروسہ کرنے کے لائق ہے۔ اس نے تاکید کے ساتھ فرمایا ہے کہ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اس لیے ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر عسر میں ہم خدمت پر ثابت قدم رہے، اور اس کے سوا کسی کو مستعان و مجیب الدعوات نہ بنایا، اور اس کے فضل پر بھروسہ رکھا، تو انجام کار میں پھر اس کی رحمت یسر کے ساتھ ہمارے شامل حال ہو جائیگی ہم جانتے ہیں کہ یہ سراء و ضراء کا توارد ہماری آزمائش کے لیے ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ یہ ہمارے صبر کا امتحان ہے۔ ہمارے توکل علی اللہ کا امتحان ہے۔ اور اس چیز کا امتحان ہے کہ ہمارے دل میں اللہ کی کتاب اور اس کے دین کی خدمت کا جذبہ صادق ہے یا اس میں کچھ کھوٹ بھی ملی ہوئی ہے ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس امتحان میں ہم کو کامیابی کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آخر میں وہی مژدہ ہمیں سنائے جو صابرین کو سنایا جاتا ہے۔ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

اور اپنے فضل سے کامیابی کے وہ دروازے ہمارے لیے کھول دے جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہیں۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۔

مسلمان قوم کی حالت اس زمانہ میں ایک بنجر زمین کی سی ہو رہی ہے جس میں اشجار خبیثہ تو خوب بڑھتے اور پھیلتے ہیں، مگر اشجار طیبہ کو نشوونما نصیب نہیں ہوتا۔ ہماری آنکھوں کے سامنے بہت سے خیر و صلاح کے بیج تو زمین ہی میں خاک ہو گئے، اور کسی کو تھوڑی بہت بالیدگی حاصل ہوئی بھی تو وہ جڑ نہ پکڑ سکا۔

میں اس حالت سے خود بھی واقف تھا، اور جب میں نے اس کام کو شروع کیا تو ان لوگوں نے بھی جن کو میری ذاتی فلاح و بہبود سے دلچسپی تھی مجھے نصیحت کی تھی کہ

زمین شورہ سنبل بر نیارد ، درو تخم عمل ضائع مگردان

لیکن میرے خیال میں مرد مسلمان کا کام یہ نہیں ہے کہ زمین کی خرابی، موسم کی ناموافقت، پانی کی کمیابی کو دیکھ کر ہمت ہار بیٹھے۔ اس کے لیے تو ازل سے یہی قسمت کیا گیا ہے کہ بنجر زمینوں میں ہل چلائے ان کی شوریدگی کے خلاف جنگ کرے، اپنے پسینے بلکہ ہو سکے تو خون سے ان کو سیراب کرے، اور نتائج سے بے پروا ہو کر تخم ریزی کیے جائے۔ اگر زمین اس کی کوششوں سے سیر حاصل ہو گئی تب تو اس کی سرفرازیوں کا پوچھنا ہی کیا ہے۔ لیکن اگر وہ اس ناکارہ زمین میں تمام عمر محنت بے حاصل کرتا رہے اور آخر ایک روز اسی کام میں جان دیدے، تب بھی حقیقت میں وہ ناکام نہیں ہے۔ اس کے لیے یہی کامیابی کیا کم ہے کہ جس کام کو وہ فرض سمجھتا تھا اس پر اپنی زندگی کی آخری ساعت تک قائم رہا، اور کوئی ناکامی اس کو ادائے فرض سے باز نہ رکھ سکی۔ ایسی ناکامی پر وہ ہزاروں کامیابیاں قربان جو ایک بگڑے ہوئے زمانے کی روش پر چلنے اور اشجار خبیثہ کو پرورش کرنے اور ان کے زہریلے ثمرات بیچنے سے حاصل کی جاتی ہیں۔

ان حالات میں جس شخص کو کام کرنا ہو، اس کو تو بدرجۂ اولیٰ صرف خدا کی تائید و نصرت پر بھروسہ رکھنا چاہیے، کیونکہ جس قوم کی بگڑی ہوئی ذہنیت کے خلاف وہ جہاد کر رہا ہے اس سے کسی مدد کی امید نہیں کی جا سکتی۔ اور اگر چند نیک دل افراد اس کو مل بھی گئے تو محض ان کی تائید کے اعتماد پر کوئی بڑا کام نہیں کیا جا سکتا۔

جو لوگ ابتدا سے اس رسالے کی روش دیکھ رہے ہیں انہوں نے خود ہی اندازہ کر لیا ہو گا کہ ادارۂ ترجمان القرآن کوئی تجارتی ادارہ نہیں ہے ہمارے پیش نظر صرف ایک مقصد ہے، اور وہ مسلمانوں کو قرآن کی طرف دعوت دینا ہے۔ رسالہ کی اشاعت فی نفسہ مقصود نہیں، بلکہ محض اس دعوت کی اشاعت کے لیے ہے۔ ہر داعی و مبلغ کی طرح ہماری بھی یہ دلی خواہش ہے کہ زیادہ سے زیادہ آدمیوں تک ہمارا پیغام پہنچے۔ ہمیں خریداروں کی ضرورت نہیں، پڑھنے والوں کی ضرورت ہے۔ اگر ایک رسالہ کو ہزار ہزار آدمی بھی پڑھیں تو ہمیں رنج نہ ہو گا بلکہ مسرت ہو گی۔ اگر ہمارے مضامین اخباروں اور رسالوں میں نقل کیے جائیں تو ہم ان کا شکریہ ادا کریں گے کہ انہوں نے اس دعوت میں ہمارا ہاتھ بٹایا۔ ہمیں اس کی بھی ضرورت نہیں کہ مضامین نقل کرنے والے اس رسالے کا حوالہ دیں۔ اگرچہ حوالہ دینا مستحسن ہے لیکن ہم اس کے خواہش مند نہیں کہ ہمارا نام بلند ہو۔ ہمیں صرف اپنی دعوت کی اشاعت مقصود ہے اور جو کوئی اس کام میں ہماری مدد کرتا ہے، ہم اس کے شکر گذار ہوتے ہیں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ ترجمان القرآن کا ہر خریدار صرف خریدار اور ناظر ہی نہ ہو، بلکہ داعی اور مبلغ بھی ہو۔ ہندوستان کے کروروں مسلمانوں میں سے جس قلیل جماعت کو اللہ نے اس رسالہ کا مطالعہ کرنے کی توفیق عطا کی ہے، اگر وہ مطمئن ہے کہ یہ رسالہ جس راستہ کی طرف بلا رہا ہے وہ سیدھا راستہ ہے، اور مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح اسی رستے پر چل کر حاصل ہو سکتی ہے تو اس کو لازم ہے کہ اپنے عزیزوں، دوستوں اور عام برادران دینی کو بھی اس کی طرف دعوت دے۔ ادارۂ ترجمان القرآن اور اس کے ناظرین کے درمیان محض بائع و مشتری کا سا تعلق نہ ہونا چاہیے۔ ہم اپنے ناظرین میں یہ احساس پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اور وہ ایک ہی مشن کے

خادم ہیں۔ وہ اشاعت کی ذمہ داری تنہا ہم پر نہ چھوڑ دیں، بلکہ خود بھی حتی الوسع اس میں حصہ لیں۔

ہمارے پاس اکثر غیر مستطیع اصحاب کی درخواستیں چندے میں رعایت، اور بسا اوقات مفت رسالہ جاری کرنے کے لیے آتی ہیں۔ ان کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں علم قرآن کی سچی پیاس ہے، اور یہ پیاس آجکل ہم غریب مسلمانوں ہی میں زیادہ دیکھ رہے ہیں۔ جہاں تک ہمارے حالات نے اجازت دی ہم نے چندے میں رعایتیں بھی کیں۔ اور بلا قیمت بھی پرچے جاری کیے۔ دل چاہتا ہے کہ ہزاروں پرچے مفت تقسیم کیے جائیں، بلکہ سرے سے اس پرچے کی قیمت ہی لیتے ہوئے ہم کو کراہت محسوس ہوتی ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے پاس ایسے ذرائع نہیں ہیں جن سے ہم اس پرچے کے تمام مصارف پورے کر کے لوگوں کے چندوں سے بالکل بے نیاز ہو جائیں، یا کم از کم اس قابل ہو جائیں کہ غریب مسلمانوں کے ساتھ وسیع پیمانے پر رعایت کر سکیں۔ کاش مستطیع مسلمانوں میں ایسے اصحاب خیر موجود ہوتے جو دو دو چار چار غریبوں اور خصوصاً نادار طالب علموں کے نام پرچے جاری کرا دیتے۔